مفتی سیف اللہ حقانی*

صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم فانی کی رحلت

کل من علیها فان ، ویبقی وجه ربك ذو الجلال و الاکرام

جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا۔

جناب فانی صاحب ہمارے صرف اچھے دوست نہیں بلکہ وہ ہمارے ابن الاستاد بھی تھے۔آپ رئیس المتکلمین فخر الاصولین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبی کے فرزندِ ارجمند تھے اس لیے ہم دوستانہ تعلقات اس کے ساتھ رکھتے ہوئے ابن الاستاد ہونے کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

فانی:

آپ کا تخلص چونکہ فانی تھا لہذا اس تخلص کی وجہ سے ہم اپنے بعض مجالس میں اس کے متعلق خوب بحث کیا کرتے تھے۔میں اس کو کہا کرتا تھا کہ فانی کے تخلص کو اگر دور فرمادے تو بہتر ہوگا ورنہ فانی کا تخلص آپ کو فانی کردے گا: کلہ لہ من اسمہ نصیب، ہر ایک شخص کو اس کے نام ہی سے نصیب حاصل ہوتا ہے۔چنانچہ ہارون الرشید نے خواب میں اپنی ایک کنیز سے کہا تھا: لقد صدق من سماك غادرۃ اور میرے بیٹے مولوی محمد انور نے پہلے اپنا تخلص غمگین ہی رکھا تھا۔تو میں نے اس سے کہا کہ بیٹے اس کو بدل کردیں ورنہ آخر عمر تک غمگین رہوگے، پھر انور نے غمگین کو مسرور سے بدل دیا۔اور اب محمد انور مسرور مسرور ہی نظر آتا ہے اگرچہ اس کا جیب خالی ہو۔

فانی صاحب اور ہماری مجالس:

گرمی کے موسم میں ہمارے گھر کے سامنے نماز عصر کے بعد ہر دن مجلس قائم ہوتی۔اس مجلس میں دینی اور معاشی وغیرہ مسئلوں پر بحث ہوتی تھی۔

ان ہی مجالس میں ایک دفعہ حقانی کے لقب پر بحث ہوا میں نے ان کو کہا کہ فانی صاحب اگر آپ فانی کے بجائے اپنے نام کے ساتھ حقانی لکھتے تھے۔تو اس سے فانی کے اثر سے محفوظ رہتے مگر حقانی کے بہتر ثمرات سے محظوظ رہا کرتے تھے۔میں نے ان کو کہا کہ دورہ حدیث کے جتنے اساتذہ ہیں وہ سب کے سب حقانی ہیں تمام اساتذہ دورہ حدیث اپنے ناموں کے ساتھ لاحقہ حقانی اضافہ کردیتے تھے۔دیکھنے والا یہ دیکھ کر محسوس کیا کرتے کہ شکر ہے

---

* مفتی و استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ

کہ خدایا اب دارالعلوم کے دورہ حدیث کے اساتذہ سارے کے سارے حقانی ہیں۔ اور بہت سے مجالس میں کہہ چکاہوں مگراس پر عمل نہیں ہورہاہے۔سارے ناموں میں ایک نام کیساتھ آپ حقانی دیکھیں گے یعنی سیف اللہ حقانی۔

انجمن تمرین البیان:

پہلے زمانے میں دارالعلوم میں یہ رواج تھا کہ ہرقوم کا علیحدہ انجمن ہوتا اس میں طلبہ تقریر کامشق کر کے تقریر سیکھ لیتے تھے ،تو ہم مروت قوم نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی اور اب اس انجمن کا نام کیا ہوگا تو یہ ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی تھی ۔میں حیران تھا کہ کیا نام رکھ دوں ایک دن نمازِ ظہر کے لیے جارہا تھا اوراس سوچ میں تھا کہ اس انجمن کا کیا نام رکھا جائے گا۔ اس وقت یہ بات میری دل میں غیر اختیاری طور پر ڈالی گئی کہ اس انجمن کا نام تمرین البیان ہوگا۔اوراس انجمن کامیں صدر منتخب ہوا تو میں نے انجمن کے اندر تقریریں چنانے کے لیے یہ شرط لگادی کہ تقریر کا آخر فضیلت علم پر منتج ہوگا۔اوراس انجمن میں ہمارے ساتھ اساتذہ کے بچے بھی شریک تھے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب المرحوم اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب المرحوم ابن الاستاد حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب بھی شریک تھے اور مولانا محمد عبدالغنی المرحوم صاحب کے بیٹے محمد جمال یہ تینوں بہت کم سن ہی تھے ان کے داڑھی نکلنے کا سوال ہی اس وقت پیدا نہ ہوتا اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن جو کہ اس کی پوری داڑھی نہیں نکلی تھی اور وہ اس سال کافیہ پڑھتے تھے۔

مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا رشید احمد کے درمیان عجیب نوک جھونک:

انجمن کا پروگرام شروع ہوتا تھا نماز عشا کے بعد چونکہ فضل الرحمٰن وغیرہ نمازِ عشاء استاد مولانا محمد علی مرحوم کے ساتھ پڑھتے تھے اس کے مکان میں اس لیے وہ دیر سے پہنچ آیا کرتے تھے مولانا رشید احمد تقریر کی باری آجاتی تھی تو یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے بعض ساتھی نمازِ عشا کے بعد دیر سے آیا کرتے ہیں مقصود اس کا تعریض تھا مولانا فضل الرحمٰن وغیرہ پر۔اور جب تقریر کا نمبر آتا تھا فضل الرحمٰن کا تو اپنے مرحوم والد کی طرح یہ کہتے تھے: بعض ساتھی ایسے باتیں کرتے ہیں کہ اس سے ہمارے اتحاد کو نقصان پہنچ جانے کا خطرہ ہے اور میں اپنی اختتامی تقریر میں یہ کہا کرتا تھا کہ آپ اپنا فیصلہ خود کریں کیونکہ آپ دونوں مفتیان عظام کے بیٹے ہیں۔

کہاں کے فاضل تھے؟: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تصنیف وتالیف: مولانا محمد ابراہیم صاحب بیسویں کتب کے مولف ہے لیکن ان میں اکثر کازبان شعروشاعری ہی ہے۔ اسلئے آپ کو عظیم شاعر وادیب کہا جاتا تھا۔آپ کے پشتو،اردو،فارسی اور عربی میں قصائد موجود ہیں۔

زریت وبنین: محمود ذکی جو کہ اس وقت درجہ سادسہ کا طالب العلم ہے اور اسد ذکی جو کہ اس وقت دسویں جماعت کے طالب العلم ہے۔اور ایک بیٹی اور ایک بیوہ۔

☆ ☆ ☆